

سُورَةُ الصَّافِ

سُورَةُ الصَّافِ ۶۱ مکیّہ	بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ	ایمانیّا ۱۳ رکعتیں
سورہ صاف مدینہ میں نازل ہوئی اور اس کی	شروع اللہ کے نام سے جو بے حد مہربان نہایت رحم والا ہے	پچودہ آیتیں ہیں اور دو رکوع ہیں
سَبِّحَ لِلّٰهِ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۝۱ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لِمَ تَقُولُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۲ کِبْرٌ مَّقْتَدِرٌ عَلٰی اللّٰهِ اَنْ تَقُولُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۝۳ اِنَّ اللّٰهَ یُحِبُّ الَّذِیْنَ یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِهِ صَفًا کَاَنَّهُمْ بُنِیَآءٌ مَّرْصُوصٌ ۝۴ وَاِذْ قَالَ مُوسٰی لِقَوْمِهٖ یَقَوْمِ لِمَ تَوَدُّوْذُنِیْ وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْبَیْکُمْ فَلَمَّا زَاغُوا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۝۵ وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۶	اللہ کی پاکی بولنا، جو کچھ ہے آسمانوں میں اور جو کچھ ہے زمین میں اور وہی ہر بزرگست حکمت والا ہے	ایمان والو کیوں کہتے ہو منہ سے جو نہیں کرتے بڑی بیزاری کی بات ہو اللہ کے یہاں کہ کہو وہ چیز جو نہ کرو اللہ چاہتا ہے اُن لوگوں
کو جو لڑتے ہیں اُسکی راہ میں قطار باندھ کر گویا وہ دیوار ہیں سیما پلائی ہوئی فل اور جب کہا موسیٰ نے اپنی قوم کو	یَقَوْمِ لِمَ تَوَدُّوْذُنِیْ وَقَدْ تَعْلَمُوْنَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ الْبَیْکُمْ فَلَمَّا زَاغُوا اَزَاغَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ ۝۵	اے قوم میری کیوں ستاتے ہو مجھ کو اور تم کو معلوم ہے کہ میں اللہ کا بھیجا آیا ہوں تمہارا پاس فل پھر جب وہ پھر گئے تو پھر یہ اللہ نے انکے دل
اور اللہ راہ نہیں دیتا نافرمان لوگوں کو فل	وَاللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الْفٰسِقِیْنَ ۝۶	

(۱) زبانی دعوؤں کی مذمت | بندہ کو لاف زنی اور دعوے کی بات سے ڈرنا چاہیے۔ کہ پیچھے مشکل پڑتی ہے۔ زبان سے ایک بات کہہ دینا آسان ہے، لیکن اس کا نباہنا آسان نہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس شخص سے سخت ناراض اور بیزار ہوتا ہے جو زبان سے کہے بہت کچھ اور کرے کچھ نہیں۔ روایات میں ہے کہ ایک جگہ مسلمان جمع تھے، کہنے لگے ہم کو اگر معلوم ہو جائے کہ کونسا کام اللہ کو سب سے زیادہ پسند ہے تو وہی اختیار کریں۔ اُس پر یہ آیتیں نازل ہوئیں۔ یعنی دیکھو! سنبھل کر کہو، لو ہم بتلائے دیتے ہیں۔ جہاد میں دیوار کی طرح ڈٹنے والے | کہ اللہ کو سب سے زیادہ اُن لوگوں سے محبت ہے جو اللہ کی راہ میں اُس کے دشمنوں کے مقابل پر ایک آہنی دیوار کی طرح ڈٹ جاتے ہیں اور میدان جنگ میں اس شان سے صف آرائی کرتے ہیں کہ گویا وہ سب مل کر ایک مضبوط دیوار ہیں جس میں سیسہ پلا دیا گیا ہے، اور جس میں کسی جگہ کوئی رخسہ نہیں پڑ سکتا۔ اب اس معیار پر اپنے کو پرکھ لو۔ بیشک تم میں بہت ایسے ہیں جو اس معیار پر کامل واکمل اتر چکے ہیں مگر بعض مواقع ایسے بھی نکلیں گے جہاں بعضوں کے زبانی دعوؤں کی اُن کے عمل نے تکذیب کی ہے۔ آخر جنگ اُحد میں وہ بنیان مرسوس کہاں قائم رہی۔ اور جس وقت حکم قتال اُترا تو یقیناً بعض نے یہ بھی کہا ”ربنا لہ کتبمت علینا القتال لولا اخوتنا الخ“ (مائدہ) بہر حال زبان سے زیادہ دعوے مت کرو۔ بلکہ خدایا راہ میں قربانی پیش کرو جس سے اعلیٰ کامیابی

لے سکتے ہو۔

نصیب ہو۔ موسیٰ کی قوم کو نہیں دیکھتے کہ زبان سے تعلیٰ و تفاخر کی باتیں بہت بڑھ چڑھ کر بناتے تھے۔ لیکن عمل کے میدان میں صفر تھا جہاں کوئی موقع کام کا آیا فوراً پھسل گئے اور نہایت تکلیف دہ باتیں کرنے لگے۔ نتیجہ جو کچھ ہوا اس کو آگے بیان فرماتے ہیں۔

(۲) حضرت موسیٰ کی اپنی قوم سے شکایت | یعنی روشن دلائل اور کھلے کھلے معجزات دیکھ کر تم دل میں یقین رکھتے ہو کہ میں اللہ کا سچا پیغمبر ہوں پھر سخت نازیبا اور رنجیدہ حرکتیں کر کے مجھے کیوں ستاتے ہو۔ یہ معاملہ تو کسی معمولی ناصح اور خیر خواہ کے ساتھ بھی نہ ہونا چاہیئے۔ چہ جائیکہ اللہ کے ایک رسول کے ساتھ ایسا برتاؤ کرو۔ کیا میرے دل کو تمہاری ان گستاخانہ حرکات سے دکھ نہیں پہنچتا کہ کبھی بے جان بھڑانا کر پوچھنے لگے اور اس کو اپنا اور موسیٰ کا خدا بتلانے لگے کبھی ”عالمقہ“ پر جہاد کرنے کا حکم ہوا تو کہنے لگے ہم تو کبھی نہیں جاتیں گے۔ تم اور تمہارا خدا جاکر لڑو۔ ہم یہاں بیٹھے ہیں وغیرہ۔ انحرافات۔ چنانچہ اسی سے تنگ ہو کر حضرت موسیٰ نے فرمایا ”رَبِّ اِنِّیْ لَا اَمْلَکَ اِلَّا نَفْسِیْ وَ اَخِیْ فَاَفَرَقَ بَیْنَا وَ بَیْنَ الْقَوْمِ الْفَاسِقِیْنَ۔“

(۳) اللہ نے اُن کے دل پھیر دیئے | بدی کرتے کرتے قاعدہ ہے کہ دل سخت اور سیاہ ہوتا چلا جاتا ہے حتیٰ کے نیکی کی کوئی گنجائش نہیں رہتی یہ ہی حال اُن کا ہوا۔ جب ہر بات میں رسول سے ضد ہی کرتے رہے اور برابر ٹیڑھی چال چلتے رہے، تو آخر مردود ہوئے۔ اور اللہ نے اُن کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا کہ سیدھی بات قبول کرنے کی صلاحیت نہ رہی۔ ایسے ضدی نافرمانوں کے ساتھ اللہ کی یہی عادت ہے۔

وَ اِذْ قَالَ عِیْسٰی ابْنُ مَرْیَمَ یَبْنٰی اِسْرَءٰیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ

اور جب کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اے بنی اسرائیل میں بھیجا ہوا آیا ہوں اللہ کا تمہارے پاس یقین کرنا والا اُس پر جو مجھ سے

یَدَیْ مِنَ التَّوْرَةِ وَ مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ یَّآئِیْ مِنْۢ بَعْدِیْ اَسْمَۃٌ اَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءَهُمْ

آگے ہے توریت و اور خوشخبری سنانے والا ایک رسول کی جو آئینہ میرے بعد اُس کا نام ہے احمد و پھر جب آیا ان کے پاس

بِالْبَیِّنٰتِ قَالُوْۤا هٰذَا سِحْرٌ مُّبِیْنٌ ۝۶ وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ افْتَرٰی عَلٰی اللّٰهِ الْکَذِبَ وَ هُوَ یَدْعٰی

کھلی نشانیاں لیکر کہنے لگے یہ جادو ہے صریح و اور اس سے زیادہ بے انصاف کون جو باندھے اللہ پر جسوت اور اُس کو بلاتے ہیں

اِلٰی الْاِسْلَامِ ۚ وَ اللّٰهُ لَا یَهْدِی الْقَوْمَ الظَّالِمِیْنَ ۝۷ یُرِیْدُوْنَ لِیُطْفِئُوْۤا نُوْرَ اللّٰهِ یَا فَوَاہِشْهُمْ

مسلمان ہونے کو و اور اللہ راہ نہیں دیتا بے انصاف لوگوں کو و چاہتے ہیں کہ بجھا دیں اللہ کی روشنی اپنے منہ سے

وَ اللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهِ وَ لَوْ کَرِهَ الْکَافِرُوْنَ ۝۸

اور اللہ کو پوری کرنی ہے اپنی روشنی اور ہرے بُرا میں مُنکر و

(۴) حضرت عیسیٰ کا تورات کی تصدیق کرنا | یعنی اصل تورات کے من اللہ ہونے کی تصدیق کرتا ہوں اور اس کے احکام و اخبار پر یقین

رکھتا ہوں اور جو کچھ میری تعلیم ہے فی الحقیقت اُن ہی اصول کے ماتحت ہے جو تورات میں بتلائے گئے تھے (تنبیہ) ابن کثیر وغیرہ نے ”مُصَدِّقًا“

لَمَّا بَیَّنَ یَاۤیْہَ“ ائمہ کا مطلب یہ لیا ہے کہ میرا وجود تورات کی باتوں کی تصدیق کرتا ہے کیونکہ میں اُن چیزوں کا مصداق بن کر آیا ہوں جن کی خبر

تورات شریف میں دی گئی تھی۔ واللہ اعلم۔

(۵) انجیل میں آنحضرت کی پیشگوئی سے اسم احمد | یعنی پچھلے کی تصدیق کرتا ہوں اور اگلے کی بشارت سناتا ہوں۔ یوں تو دوسرے انبیاء

سابقین بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مژدہ برابر سناتے آئے ہیں۔ لیکن جس صراحت و وضاحت اور اہتمام کیساتھ

سے تصدیق۔ سہ اسکی۔

حضرت مسیح علیہ السلام نے آپ کی آمد کی خوشخبری دی وہ کسی اور سے منقول نہیں۔ شاید قرب عہد کی بنا پر یہ خصوصیت اُنکے حصہ میں آئی ہوگی۔ کیونکہ اُن کے بعد نبی آخر الزماں کے سوا کوئی دوسرا نبی آنے والا نہ تھا یہ سچ ہے کہ یہود و نصاریٰ کی مجرمانہ غفلت اور معاندانہ دہر دہنے آج دنیا کے ہاتھوں میں اصل تورات و انجیل وغیرہ کا کوئی صحیح نسخہ باقی نہیں چھوڑا جس سے ہم کو ٹھیک پتہ لگ سکتا کہ انبیاء سابقین خصوصاً حضرت مسیح علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کن الفاظ میں اور کس عنوان سے بشارت دی تھی۔ اور اسی لیے کسی کو حق نہیں پہنچتا کہ وہ قرآن کریم کے صاف و صریح بیان کو اس تحریف شدہ بائبل میں موجود نہ ہونے کی وجہ سے جھٹلانے لگے۔ تاہم یہ بھی خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ سمجھنا چاہئے کہ حق تعالیٰ نے مخرمین کو اس قدر قدرت نہیں دی کہ وہ اس کے آخری پیغمبر کے متعلق تمام پیشینگوئیوں کو بالکل محو کر دیں کہ اُن کا کچھ نشان باقی نہ رہے۔ موجود بائبل میں بھی عیسویوں مواضع ہیں جہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر قریب تصریح کے موجود ہے اور عقل و انصاف والوں کے لیے اُس میں تاویل و انکار کی قطعاً گنجائش نہیں۔

فارقلیط کے معنی | اور انجیل یوحنا میں تو فارقلیط (یا پیر کلوطوس) والی بشارت اتنی صاف ہے کہ اُس کا بے تکلف مطلب بجز احمد (بمعنی محمود و ستودہ) کے کچھ ہو ہی نہیں سکتا۔ چنانچہ بعض علماء اہل کتاب کو بھی ناگزیر اس کا اعتراف یا نیم اقرار کرنا پڑا ہے کہ اس پیشین گوئی کا انطباق پوری طرح نہ روح القدس پر اور نہ بجز سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کسی اور پر ہو سکتا ہے۔ علماء اسلام نے بجز اللہ بشارات پر مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ اور تفسیر حقانی کے مؤلف فاضل نے ”فارقلیط“ والی بشارات اور تحریف بائبل پر سورہ ”صف“ کی تفسیر میں نہایت مشبع بحث کی ہے اللہ جزاء خیر دے۔

(۶) آنحضرت کی آمد پر اُن کی تکذیب | یعنی حضرت مسیح کھلی نشانیاں لے کر آئے یا جن کی بشارت دی تھی۔ حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کھلے نشان لے کر آئے تو لوگ اسے جادو بتلانے لگے۔

(۷) یعنی جب مسلمان ہونے کو کہا جاتا ہے تو حق کو چھپا کر اور جھوٹی باتیں بنا کر حضور پر ایمان لانے سے انکار کر دیتے ہیں۔ وہ خدا کو بشر یا بشر کو خدا بنانے کا جھوٹ تو ایک طرف رہا اکتب سماویہ میں تحریف کر کے جو چیز واقعی موجود تھیں ان کا انکار کرتے اور جو نہیں تھیں اُن کو درج کرتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر ظلم اور کیا ہوگا۔

(۸) ظالموں کو ہدایت نہیں | یعنی ایسے بے انصافوں کو ہدایت کہاں نصیب ہوتی ہے۔ اور ممکن ہے ”لا یدہی“ میں ادھر بھی اشارہ ہو کہ یہ ظالم کتنا ہی انکار اور تحریف و تاویل کریں، خدا اُن کو کامیابی کی راہ نہ دے گا۔ گویا حضور کے متعلق جن خبروں کو وہ چھپانا یا مٹانا چاہتے ہیں چھپ یا مٹ نہ سکیں گی۔ چنانچہ باوجود ہزاروں طرح کی قطع و برید کے آج بھی نبی آخر الزماں کی نسبت بشارات کا ایک کثیر ذخیرہ موجود ہے۔

(۹) دین حق کا غلبہ ضرور ہوگا | یعنی منکر پڑے بُرا مانا کریں اللہ اپنے نور کو پورا کر کے رہیگا۔ مشیت الہی کے خلاف کوئی کوشش کرنا ایسا ہے جیسے کولہ آفتاب کو منہ سے مچونک مار کر بھجانا چاہے۔ یہی حال حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالفوں کا اور اُن کی کوششوں کا ہے۔ (تنبیہ) شاید ”با فواہم“ کے لفظ سے یہاں اس طرف بھی اشارہ کرنا ہو کہ بشارات کے انکار و اخفاء کے لیے جو جھوٹی باتیں بناتے ہیں وہ کامیاب ہوئیوائی نہیں۔ ہزار کوشش کریں کہ ”فارقلیط“ آپ نہیں ہیں، لیکن اللہ منوا کر چھوڑے گا کہ اُس کا مصداق آپ کے سوا کوئی نہیں ہو سکتا۔

هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ وَلَوْ كَرِهَ

وہی ہے جس نے بھیجا اپنا رسول راہ کی سوجھ بے کر اور سچا دین کہ اس کو اوپر کرے سب دینوں سے اور پڑے بُرا مانیں

الشُّرُكُونَ ۙ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُجْزِيكُمْ مِّنْ عَذَابِ أَلِيمٍ ۝

شرک کرنے والے فلاں ایمان والو میں بتلاؤں تم کو ایسی سوداگری جو بچائے تم کو ایک عذاب دردناک سے

تَوْ مُّوْنٍ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ ۙ وَتُجَاهِدُونَ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ بِأَمْوَالِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ذَٰلِكُمْ

ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسول پر اور لڑو اللہ کی راہ میں اپنے مال سے اور اپنی جان سے یہ

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ يَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۚ وَ يُدْخِلُكُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي

بہتر ہے تمہارے حق میں اگر تم سمجھ رکھتے ہو بخشدگاہ تمہارے گناہ اور داخل کریگا تم کو باغوں میں جن کے نیچے

مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ ۚ وَمَسْكِنٌ طَيِّبٌ فِي جَنَّاتٍ عَدْنٍ ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ۝

بہتی ہیں نہریں وال اور ستھرے گھروں میں بسنے کے باغوں کے اندر وال یہ ہے بڑی مراد ملنی

وَأُخْرَىٰ تَحِبُّونَهَا ۚ نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ ۚ وَبَشِيرٌ لِّلْمُؤْمِنِينَ ۝ يَأْتِيهَا الَّذِينَ آمَنُوا

اور ایک اور چیز جس کو تم چاہتے ہو مدد اللہ کی طرف سے اور فتح جلدی وال اور خوشی سنائے ایمان والوں کو وال اے ایمان والو

كُونُوا أَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ لِّلْحَوَارِيِّينَ مَنْ أَنْصَارِي إِلَى اللّٰهِ قَالَ

تم ہو جاؤ مددگار اللہ کے وال کہا عیسیٰ مریم کے بیٹے نے اپنے یاروں کو کون ہو کر مدد کرے میری اللہ کی راہ میں بولے

الْحَوَارِيُّونَ نَحْنُ أَنْصَارُ اللّٰهِ فَاَمْنَتْ طَافَةُ مِّنْ بَنِي إِسْرَآئِيلَ وَكَفَرَتْ طَافَةٌ

یار ہم ہیں مددگار اللہ کے وال پھر ایمان لایا ایک فرقہ بنی اسرائیل سے اور منکر ہوا ایک فرقہ

فَإَيَّدْنَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَىٰ عَدُوِّهِمْ فَأَصْبَحُوا ظَاهِرِينَ ۝

پھر قوت دی ہمیں انکو جو ایمان لائے تھے انکے دشمنوں پر پھر ہو رہے غالب وال

(۱۰) اس آیت پر سورہ "براءہ" کے فوائد میں کلام ہو چکا ہے، وہاں دیکھ لیا جائے۔

(۱۱) وہ تجارت جس میں خسارہ نہیں | یعنی اس دین کو تمام ادیان پر غالب کرنا تو اللہ کا کام ہے۔ لیکن تمہارا فرض یہ ہے کہ ایمان پر پوری طرح مستقیم

رہ کر اس کے راستہ میں جان و مال سے جہاد کرو۔ یہ وہ سوداگری ہے جس میں کبھی خسارہ نہیں، دنیا میں لوگ سینکڑوں طرح کے بیوپار اور تجارتیں کرتے

ہیں اور اپنا کل سرمایہ اس میں لگا دیتے ہیں محض اس امید پر کہ اس سے منافع حاصل ہوں گے اور اس طرح رأس المال گھٹنے اور تلف ہونے سے بچ

جائیگا۔ پھر وہ بذات خود اور اس کے اہل و عیال تنگدستی و افلاس کی تلخیوں سے محفوظ رہیں گے۔ لیکن مؤمنین اپنے جان و مال کا سرمایہ اس اعلیٰ

تجارت میں لگائیں گے تو صرف چند روزہ افلاس سے نہیں، بلکہ آخرت کے دردناک عذاب اور تباہ کن خسارہ سے مامون ہو جائیں گے اگر مسلمان

سمجھے تو یہ تجارت دنیا کی سب تجارتوں سے بہتر ہے جس کا نفع کامل مغفرت اور دائمی جنت کی صورت میں ملے گا۔ جس سے بڑی کامیابی اور

کیا ہو سکتی ہے۔

(۱۲) جنت کے مکانات | یعنی وہ ستھرے مکانات اُن باغوں کے اندر ہوں گے جن میں مؤمنین کو آباد ہونا ہے۔ یہ تو آخرت کی کامیابی رہی

آگے دنیا کی اعلیٰ اور انتہائی کامیابی کا ذکر ہے۔

(۱۳) آخرت کے علاوہ دنیا میں فتح کی خوشخبری | یعنی اصلی اور بڑی کامیابی تو وہ ہی ہے جو آخرت میں ملے گی جس کے سامنے ہفت اقلیم

منزل:

کی سلطنت کوئی چیز نہیں لیکن دنیا میں بھی ایک چیز جسے تم طبعاً محبوب رکھتے ہو، دی جائیگی وہ کیا ہے نَصْرُ مَنِ اللّٰهُ وَفَتْحٌ قَرِیْبٌ (اللہ کی طرف سے ایک مخصوص امداد اور جلد حاصل ہونی والی فتح و ظفر، جن میں سے ہر ایک دوسرے کے ساتھ چوٹی دامن کا تعلق رکھتی ہے) دنیا نے دیکھ لیا کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کے ساتھ یہ وعدہ کیسی صفائی سے پورا ہوا اور آج بھی مسلم قوم اگر سچے معنی میں ایمان اور جہاد فی سبیل اللہ پر ثابت قدم ہو جائے تو یہ ہی کامیابی اُن کی قدم بوسی کے لیے حاضر ہے۔

(۱۳) کیونکہ یہ خوشخبری سنانا ایک مستقل انعام ہے۔

(۱۵) اللہ کے مددگار بن جاؤ | یعنی اُس کے دین اور اس کے پیغمبر کے مددگار بن جاؤ۔ اس حکم کی تعمیل خدا کے فضل و توفیق سے مسلمانوں نے ایسی کی کہ ان میں سے ایک جماعت کا تو نام ہی ”انصار“ پڑ گیا۔

(۱۶) حضرت عیسیٰؑ کے حواریوں | ”حواریین“ (یارانِ مسیح) تصور سے تو گئے چنے آدمی تھے جو اپنے نسب و حسب کے اعتبار سے کچھ معزز نہیں سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے حضرت مسیحؑ کو قبول کیا اور اُن کی دعوت کو بڑی قربانیاں کر کے دیارِ اوصاف میں پھیلایا۔ حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اُن کے یاروں نے بڑی محنتیں کیں ہیں تب اُن کا دین نشر ہوا۔ ہمارے حضرتؑ کے پیچھے بھی خلفاء نے اس سے زیادہ کیا“ واللہ اعلم بالصواب۔

(۱۷) حضرت عیسیٰؑ کے مومنین کی مدد | یعنی ”بنی اسرائیل“ میں دو فرقے ہو گئے۔ ایک ایمان پر قائم ہوا۔ دوسرے نے انکار کیا پھر حضرت مسیحؑ کے بعد آپس میں دست و گریباں رہے۔ آخر اللہ تعالیٰ نے اس بحث و مناظرہ اور خانہ جنگیوں میں مومنین کو منکرین پر غالب کیا۔ حضرت مسیحؑ کے نام لیوا (انصاری) یہود پر غالب رہے۔ اور انصاری میں سے ان کی عام گمراہی کے بعد جو کچھ کچھ افراد صحیح عقیدہ پر قائم رہ گئے تھے اُنکو حق تعالیٰ نے نبی آخر الزماں کے ذریعہ سے دوسروں پر غلبہ عنایت فرمایا۔ حجت و برہان کے اعتبار سے بھی اور قوت و سلطنت کی حیثیت سے بھی۔ فَلَئِنْ لَّمْ يَكْفُرُوا لَمْ يَكُنْ لَكَ بِيَهُمْ حِجَابٌ مِّنْ عَنَانٍ مِّنْ سَمَاءٍ مَّجِيدٍ۔

تم سورۃ الصف و اللہ الحمد و المنة

